مطالعہ بریلویت

۱

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب

ایک تاریخی، فکری اور تحقیقی جائزہ

مطالعہ بریلویت

جلد اوّل

مصنف

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم اے؛ پی ایچ ڈی
ڈائرکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

تقریظ

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب
مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

حافظی بکڈپو دیوبند یو۔پی
Hafzi Book Depot, Deoband (U.P.)

نام کتاب

مُطالعہُ بریلوّیت

جلد ——— اوّل

مصنّف

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم اے؛ پی ایچ ڈی

زیر اہتمام

عُثمانی بُرادرس

ناشر

حافظی بکڈپو دیوبند
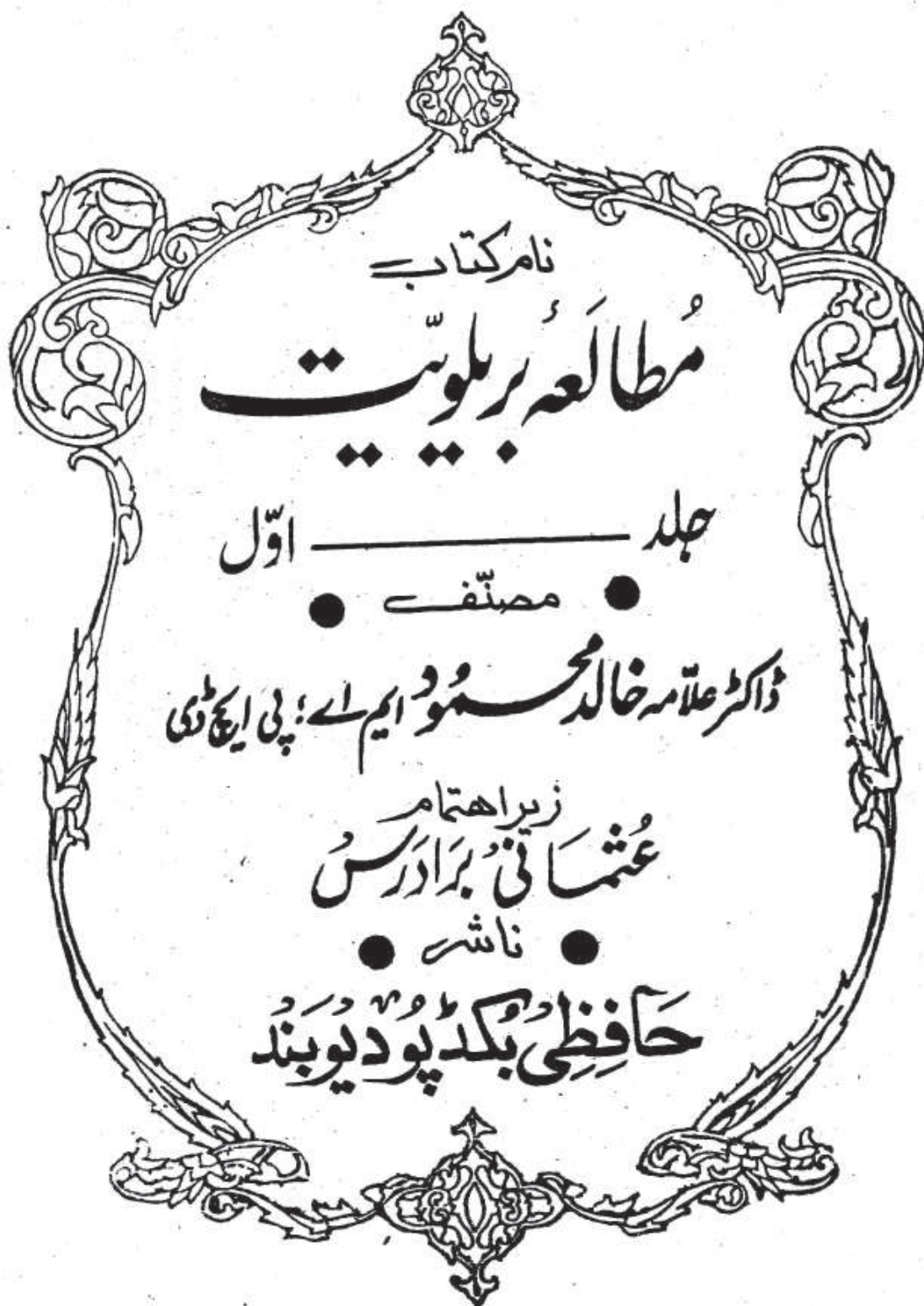
HAFZI BOOK DEPOT
DEOBAND U.P.

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک حدیثِ قدسی نقل فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

یا محمد أنا وانت وما سواك خلقت لاجلك

(ترجمہ) اے محمدؐ میں ہوں اور تُو ہے اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لیے پیدا کیا۔

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا:

اللھم انت وما أنا وما سواك تركت لاجلك [1]

(ترجمہ) اے اللہ تو ہے اور میں نہیں ہُوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لیے چھوڑا۔

مگر مولانا ابوالبرکات سیّد احمد (بریلوی) نے اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے خدا کی بھی اور رسول کی بھی اور مجدّد صاحب کی بھی اصلاح کر ڈالی (معاذ اللہ) آپ اسے حضرت مجدّد صاحب کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

"حدیثِ قدسی میں ہے کہ حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ وعلیٰ آلہٖ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ سے عرض کی اللھم انت وانا وما سواك تركت لاجلك۔ یعنی اے اللہ تو ہے اور میں ہوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لیے چھوڑ دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا یا محمد انا وانت وما سواك خلقت لاجلك یعنی اے محبوب میں ہوں اور تو ہے اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے ہی لئے پیدا کیا۔" [2]

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ۲ ص۱۵ ۔ [2] رسالہ حزب الاحناف ص۲

حدیث کی اصلاح

مولانا ابوالبرکات نے یہ حدیث نئی طرح سے ترتیب دی اور اسے حضرت امام ربانیؒ کے حوالہ سے پیش کیا اور وما أنا کی جگہ وأنا لکھ دیا ما کا لفظ ہضم کر گئے جو سراسر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ہے۔ مجددصاحبؒ نے یہ حدیث اس طرح کہیں نہیں لکھی۔ اسے حضرت مجدد صاحبؒ کے نام سے پیش کرنا خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟ مولانا ابوالبرکات اپنی تحقیق سے جو بات کہتے انہیں اس کا پورا حق تھا لیکن مجدد صاحبؒ کے نام سے انہیں اپنی بات پیش کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا تھا۔ اس بارے میں وہ خود عدالت باری میں جواب دہ ہوں گے۔

مولانا ابوالبرکات کو جب اس طرف توجہ دلائی گئی کہ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی یہ اصلاح آخر کس دلیل کے سہارے کی ہے تو فرمایا کہ تفسیر حسینی میں یہ حدیث اس طرح لکھی ہے۔ تفسیر حسینی کے مصنف شیعہ واعظ کی حیثیت سے بہت معروف ہیں۔

بڑے افسوس کا مقام ہے اگر اس طرح کی حدیث تفسیر حسینی میں لکھی بھی تھی تو مولانا ابوالبرکات صاحب اس کا حوالہ دیتے اور اسے حضرت مجدد صاحب کی بیان کردہ روایت میں داخل نہ کرتے۔ مگر یہ بات بالکل کھل کر سامنے آگئی ہے کہ انہوں نے اپنی یا تفسیر حسینی کی بات حضرت مجدد صاحبؒ کے نام سے اور ان کی کتاب کا حوالہ دے کر پیش کی ہے اور یہ سراسر جھوٹ اور خیانت ہے۔

تفسیر حسینی کے مصنف ملا معین واعظ کاشفی سنہ میں گزرے ہیں۔ ان کا مرتبہ علم و ثقاہت اور مسلک میں حضرت امام ربانی کا سا نہیں۔ بعض علماء نے انہیں شیعہ

بھی لکھا ہے۔ مولانا ابوالبرکات سیّد احمد قادری کی جرأت کی داد دیجئے کہ ملّا کاشفی کے سہارے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اصلاح کر ڈالی اور اس حدیث کو ملّا کاشفی کی بجائے حضرت مجدّد صاحب کے نام سے پیش کیا۔ بڑوں کی اصلاح کا یہ گھناؤنا انداز انتہائی لائق مذمت ہے۔

حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانیؒ کی ایک اور اصلاح

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں روح کی نسبت بحث کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"روح لامکانی است درمکان نمیگنجد و روح را در ماوراء عرش اثبات نمودن ترا۔ در وہم نیندازد کہ روح از تو بعید ہے و مسافت دور دراز درمیان تو و رُوح است نہ چنین است روح را نسبت با جمیع امکنہ باوجود لامکانیت برابر است ماوراء عرش گفتن معنے دیگر دارد تا بآنجا نرسی نتوانی دریافت[1]۔

(ترجمہ) رُوح لامکانی چیز ہے مکان میں نہیں سماتی، رُوح کو ماورائے عرش ثابت کرنا تجھے اس وہم میں نہ ڈالے کہ رُوح تم سے دُور ہے اور تم میں اور رُوح میں دور و دراز کی مسافت ہے ایسا نہیں۔ رُوح کی نسبت تمام جگہوں کے ساتھ لامکانی ہونے کے باوجود ایک سی ہے۔ عرش سے ورے بتلانا اس کی حقیقت کچھ اور ہے جب تک اس مقام پر نہ پہنچے تو اس بات کو پا نہیں سکتا۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ا صا۳۷ نمبر ۲۸۵۔

حضرت مجدد صاحبؒ کے اس ارشاد میں مومن اور کافر کی روح کا فرق نہ تھا۔
مولانا احمد رضا خاں صاحب بھی ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

"مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی[1]۔"

مگر مولانا ابوالبرکات کی جرأت دیکھیے کہ حضرت امام ربانی کی عبارت کو بدل کر ان کے نام سے اسے اس طرح پیش کیا :

"انبیاء و اولیاء کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر کی نسبت ہوتی ہے ۔کوئی چیز ان سے نزدیک و دور نہیں[2]۔"

اصل عبارت میں انبیاء و اولیاء کا ذکر کہیں نہ تھا۔ یہ سب مولانا کی اپنی ایجاد و افتراء ہے ۔مولانا کی اس تحریف سے غرض یہ تھی کہ کسی طرح انبیاء و اولیاء کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت کر سکیں۔ ہم اس نیت پر اظہار افسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اپنی اغراض کے لیے حضرت امام ربانی کی اصلاح کرنا یہ کس ضابطۂ اخلاق کی رُو سے بریلویوں کے لیے جائز ہے ۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی ایک اور اصلاح

نقشبندی حضرات بدعات کے سخت مخالف اور بدعات کو روکنے میں سر دھڑ کی بازی لگانے والے ہیں اور سنتوں کے شدید حامی ہوئے ہیں حضرت امام ربانیؒ نے مولود خوانی میں ہونے والی بہت سی بدعات پر نکیر کی تو ان سے جناب خواجہ حسام الدینؒ نے سوال کیا جسے حضرت مجدد صاحبؒ یوں نقل فرمارہے ہیں :

---

[1] ملفوظات احمد رضا حصہ اول صـ۹۱ [2] رسالہ حزب الاحناف صـ۲

"دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن در قصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف وتغیر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وتردید صوت بآن طریق الحان با تصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است اگر بر نہج خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود ودر قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد وآں راہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است؟"

(ترجمہ) دوسری بات مولود خوانی کے بارے میں لکھی تھی۔ اچھی آواز سے قرآن پڑھنے اور نعت ومناقب کے قصیدے پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ جو چیز ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ حروف قرآن میں کہیں تبدیلی اور تحریف ہو جائے اور گانے کے مقامات اور موسیقی سے آواز لوٹانے کی رعایت کہ شعر میں بھی جائز نہیں، کی پابندی کی جائے۔ اور تالیاں بجائی جائیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآنی میں کوئی تحریف نہ ہونے پائے اور قصائد پڑھنے میں بھی مذکورہ صورتیں واقع نہ ہوں اور اسے بھی کسی صحیح مقصد کے لیے پڑھا جائے اس میں کونسی چیز مانع ہے؟

حضرت امام ربانی کا جواب یہ تھا:

"مخدوما بخاطر فقیر مے رسد تا سد ایں باب مطلق نکنند بوالہوساں ممنوع نمیگردند اگر اندک تجویز کردند منجر بہ بسیار خواہد شد قلیلہ تفضی الی کثیرہ قول مشہور است والسلام۔"

(ترجمہ) مخدوم! فقیر کے دل میں یہی بات آتی ہے کہ جب تک اس کا دروازہ مطلقاً بند نہ کیا جائے گا۔ بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔ اگر اس کی (مولود کی) کچھ بھی اجازت

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد سوم صہ ۱۱۶

دے دی جائے تو اس سے بات بڑھ جائے گی۔ تھوڑی بات زیادہ تک پہنچاتی ہے مشہور بات ہے، والسلام۔

یہ دونوں باتیں سوال و جواب کی صورت میں تھیں، مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے خلیفہ اجل مولانا ابوالبرکات نے حضرت امام ربانی کے مکتوبات سے سوال کی آخری عبارت کو جو خط کشیدہ سطور سے ظاہر ہے جواب میں داخل کر کے بڑی ہیرا پھیری کر دی اور عبارت کے ترجمہ کو اس طرح پیش کیا:

"مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نعت شریف اور صحابۂ کرام و اہلِ بیت عظام و اولیائے اعلام رضی اللہ عنہم المنعام کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز بات تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگنی اور موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں جس مجلس میلاد مبارک میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں اس کے ناجائز ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ ہاں جب تک راگنی اور تال سُر کے ساتھ گانے اور تالیاں بجانے کا دروازہ بالکل بند نہ کیا جائے۔ بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔ اگر ان نامشروع باتوں کی ذرا سی بھی اجازت دے دی جائے گی تو اس کا نتیجہ بہت ہی خراب نکلے گا۔ ؎"

سوال اسی مولود خوانی کے بارے میں کیا جا رہا ہے جس میں کوئی خلافِ شرع

؎ رسالہ حزب الاحناف ص۔

بات نہ ہو سائل خود خلافِ شرع امور کو اپنے سوال میں ذکر کر رہا ہے۔ حضرت امام ربّانی اسی مولود خوانی کو منع فرما رہے ہیں جس کے بارے میں وہ پوچھ رہا ہے مگر مولانا ابوالبرکات جواب کے پہلے لفظ (مخدوما) کو بکسیر ہضم کر کے اپنی طرف سے یہ الفاظ لکھ گئے ہیں جو حضرت مجدد صاحب کی عبارت میں نہ تھے۔

"جب تک راگنی اور تال سر کے ساتھ گانے اور تالیاں بجانے کا دروازہ بالکل بند نہ کیا جائے گا۔"

مولانا ابوالبرکات کی چال ملاحظہ کیجئے۔اسے ہی ایجاد بندہ کہتے ہیں۔لوگوں سے اپنا عقیدہ منوانے کی خاطر حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحؒ کے قولِ فیصل کو ہی بدل ڈالا۔مولانا ابوالبرکات اپنا عقیدہ جو چاہتے جس طرح چاہتے بیان کرتے انہیں اس کا حق تھا لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اعلحضرت کے اس خلیفۂ اجل نے حق خلافت ادا کرتے ہوئے حضرت مجدّد صاحبؒ کی طرف اس بات کی نسبت کر ڈالی، جو انہوں نے نہ کہی تھی بلکہ اس کی تردید فرمائی تھی۔یوں سمجھیے کہ مولانا ابوالبرکات نے حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی کی ہی اصلاح کر ڈالی۔

ہمارے کرم فرما جناب ماسٹر غلام نبی صاحب سابق ٹیچر کارپوریشن ہائی سکول مزنگ لاہور ساکن کرامت اسٹریٹ راجگڑھ لاہور جو حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کے بہت معتقد ہیں۔آپ سے یہ دن دھاڑے ڈاکہ برداشت نہ ہوسکا۔آپ اس تحریف کو جو اعلحضرت کے خلیفہ مولانا ابوالبرکات نے کی تھی لے کر اسے دکھانے کے لیے سیدھے مولانا ابوالبرکات کے پاس پہنچے اور ایک تحریر پیش کی جسے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔اصل خط ہمارے پاس موجود ہے اور اسی کے حاشیے پر حزب الاحناف لاہور کے نائب مفتی مولانا ابوالریان محمد رمضان کے جوابی نوٹ مرقوم ہیں خط کی عبارت یہ ہے:-

معظم و محترم جناب مولانا مدظلہٗ العالی!
السلام علیکم، مؤدبانہ گزارش ہے کہ مجھے اتفاقاً آپ کے شائع کردہ ایک چھوٹے سے رسالے کے مطالعہ کا موقع ملا جس کا نام، چالیس ارشادات امام ربّانی ہے۔ دو تین جگہ مجھے امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل مکتوبات دیکھکر اختلاف ہُوا ان میں سے دو ہو بہو نقل کرنے کی جرأت کرتا ہوں اُمید ہے کہ آپ میرے اس شبہہ کا ازالہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

رسالہ کی عبارت

(۱) حدیثِ قدسی میں ہے کہ حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کی اللّٰھم انت وأنا وما سواك تركت لاجلك۔ اے اللہ تو ہے اور میں ہوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لیے چھوڑ دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا یا محمد أنا وانت وما سواك خلقت لاجلك یعنی اے محبوب میں ہوں اور تُو ہے اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لیے پیدا کیا[1]۔

مکتوب کی اصل عبارت

و در حدیث قدسی مکرر بایں خصوصیت اشارتست کہ وارد شدہ محمد أنا و انت وما سواك خلقت لاجلك فقال محمد علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام اللّٰھم انت وما أنا وما سواك تركت لاجلك[2]

---

[1] رسالہ حزب الاحناف ص۲ [2] مکتوبات امام ربانی جلد ۲ ص۱۱

رسالہ کی عبارت

(۲) مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کیجائے اور حضورؐ کی نعت شریف[1] ..... ہاں جب تک راگنی اور تال سر کے ساتھ گانے اور تالیاں بجانے کا دروازہ بالکل بند نہ کیا جائے گا بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔ اگر ان نامشروع باتوں کی ذراسی بھی اجازت دے دی جائے گی تو اس کا نتیجہ بہت ہی خراب نکلے گا۔[2]

مکتوب کی اصل عبارت

دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود[1] ..... اگر بنہجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است؟

مخدوما بخاطر فقیر میرسد کہ تا سد ایں باب مطلق نکنند بوالہوساں ممنوع نمے گردند اگر اندک تجویز کردند منجر بہ بسیار خواہد شد قلیلہ تفضی الی کثیرۃ قول مشہور است[3]

جناب من مندرجہ بالا دو عبارتیں اصل مکتوب سے حرفاً و معناً دونوں طرح مختلف ہیں از راہِ کرم اختلاف پر روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں۔

والسلام بندہ غلام نبی

۲، فروری ۱۹۶۶ء مدرس کارپوریشن ہائی اسکول مزنگ لاہور۔

ساکن ۳۷، کرامت اسٹریٹ مسلم پارک لاہور

---

[1] یہ پوری عبارت ص۳۸۵ پر آچکی ہے اس لیئے یہاں اختصار کیا گیا ہے۔ خط میں پوری عبارت ہے

[2] اصل عبارت ص۳۸۵ پر گزر چکی ہے۔ [3] مکتوبات امام ربانی جلد ۲ ص۱۱۶۔

مدرسہ حزب الاحناف لاہور کے نائب مفتی مولانا ابوالریان محمد رمضان صاحب نے اس خط کے جواب میں حضرت مجدد صاحب کی ان دو عبارتوں میں تحریف کرنے کی مندرجہ ذیل وجوہ تحریر فرمائی ہیں۔ یہ جواب مفتی صاحب حزب الاحناف لاہور نے ماسٹر غلام صاحب کے اسی خط کے حاشیے پر لکھا ہے جو ہمارے پاس بعینہٖ محفوظ ہے مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

جواب[1]

اصل مکتوب کی عبارت غلط چھپی ہے کیونکہ معنی بنتا نہیں اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوب کی عبارت کے بموجب اللہ تعالیٰ سے عرض کی اللّٰھم انت وما أنا اس کا معنی یہ ہوا یا اللہ تو ہے اور میں نہیں ہوں حالانکہ مطلب یہ تھا کہ یا اللہ تو ہے اور میں ہوں اور تمام ماسوی اللہ کو میں نے تیری وجہ سے چھوڑ دیا ہے اور تفسیر حسینی میں بھی چالیس ارشادات کے موافق ہے اگرچہ لفظ بدلے ہوئے ہیں لیکن مفہوم وہی ہے۔ اس میں یوں ہے کہ حق سبحانہٗ نے فرمایا اے محمد انا وانت وماسوی ذالک خلقته لاجلک۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا یارب انا وانت وماسوی ذالک ترکته لاجلک۔ البتہ چالیس ارشادات میں فرق ضرور ہے کہ مکتوبات کی اصل عبارت میں تو اللہ تعالیٰ کا قول پہلے ہے اور چالیس ارشادات میں ترجمہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول پہلے ہے لیکن مفہوم میں کچھ فرق نہیں اور اس قسم کی غلطی کتابت میں ہو جاتی ہے صحت کرتے وقت خیال نہیں۔ باے

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بعد ہونے کی صورت میں اس نیازمندی کا مظہر تھی جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے جواب میں ہونی چاہیے۔ اسی کو مولانا ابوالبرکات ختم کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے کر دکھایا اور اصلاح کر ڈالی۔ اس میں کاتب کی بھول کہاں سے آگئی۔

جواب[۲]

جب کسی عبارت کا ترجمہ کیا جائے گا تو حرفوں میں تو ضرور فرق پڑے گا اور اس عبارت کے ترجمہ میں منافرق نہیں کیونکہ ترجمہ یہی کیا گیا ہے[لے] "جس میلاد مبارک میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں۔ اس کے ناجائز ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے" یعنی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ ایسا میلاد شریف جائز ہے جس میں قرآن کے حروف کو بدلا نہ گیا ہو اور منقبت و قصائد پڑھنے میں فن موسیقی کے قواعد کی پابندی نہ کی جاتے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہی مجدد صاحب فرما رہے ہیں کہ کلمات قرآنی میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائط مذکور متحقق نہ ہوں یعنی نغمہ اور گلہ پھرانا اور تالیاں وغیرہ نہ ہوں۔ اس میں کچھ مانع نہیں۔ تاسد ایں باب مطلق نہ کنند سے دھوکہ لگ سکتا ہے کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ بالکل میلاد شریف کرنے کی اجازت ہی نہ دیں۔ ایسا سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے بلکہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ نغمہ اور تردید صوت اور تالیاں وغیرہ کی اجازت مطلقاً نہ دیں، جیسا کہ ختنہ وشادی کے موقع پر دف بجانے اور گانے کی رخصت ہے اور اس امر کی تائید شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مدارج النبوۃ کی عبارت سے ہوتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اس جگہ میلاد شریف کرنے والوں کے لیے سند ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات میں خوشی کریں اور مالوں کو خرچ کریں۔ و لیکن محرمات شرعیہ سے بچیں۔

یعنی حضرت مجدد الف ثانی نے حدیث کے بیان میں خدا کی بات جو پہلے لکھی تھی۔ مولانا ابوالبرکات نے اسے بدل کر حضور کی بات کو اول اور خدا کی بات کو حرج سمجھ کیا تو کیا اس قسم کی غلطی کتابت کی ہے۔

لے مفتی صاحب کو چاہیے تھا کہ یوں لکھتے "سوال میں یہ کہا گیا ہے" مگر مولانا ابوالبرکات نے چونکہ تحریف کر کے اسے جواب کی عبارت ظاہر کیا تھا اس لیے مولانا ابوالریان صاحب سوال و جواب سے ہٹ کر یوں لکھ رہے ہیں کہ "ترجمہ میں یہ کہا گیا ہے۔" نہ سوال کا اقرار ہے نہ جواب کا۔

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ نے میلاد شریف کرنے کی اجازت دی۔
محرمات سے روکا، اس طرح مجدد علیہ الرحمۃ اس میلاد شریف کو جائز فرما رہے ہیں جس
میں نغمہ اور گانا اور تالیاں اور تحریف قرآن نہ ہو۔

اندک تجویز کردند سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر نغمہ تالیاں موسیقی وغیرہ میں سے کسی
ایک چیز کی تھوڑی اجازت دے دی تو اس کے بعد زیادہ کرنے لگ جائیں گے۔ لہٰذا
ان چیزوں کی اجازت بالکل مت دو۔ واللہ اعلم۔

احقر العباد

مولوی ابوالریان محمد رمضان نائب مفتی و فاضل دارالعلوم

مورخہ ۱۰ ار جولائی ۱۹۶۶ء حزب الاحناف لاہور

افسوس کہ اس جواب سے وہ تحریف درست نہ ہو سکی جو مولانا ابوالبرکات نے
حضرت مجدد الف ثانی کی عبارات میں کی تھی اس لیے ماسٹر صاحب موصوف نے پھر
ایک عریضہ لکھا اور مولانا سے درخواست کی کہ اصل اشکال کو حل فرمائیں۔ اس کے
جواب میں حزب الاحناف کے نائب مفتی صاحب کا جو جواب موصول ہوا وہ درج ذیل ہے؛

مکرم و محترم جناب ماسٹر صاحب زید مجدہم

السلام علیکم، حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے مکتوبات میں جو عبارت شبِ
معراج کی گفتگو کے متعلق چھپی ہے وہ غلط ہے اس لیے کہ حضور علیہ السلام شبِ اسراء
اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے ہیں اللّٰھم انا وانت وما سواک ترکت لاجلک (یا اللہ
اس نہاں خانہ خاص میں میں ہوں اور تو ہے اور جو تیرے سوا ہے اس کو میں نے تیری وجہ
سے چھوڑ دیا ہے) مکتوبات میں یوں شائع ہوا ہے اللھم انت وما انا وما
سواک ترکت لاجلک (اب یہ معنیٰ ہوا یا اللہ! تو ہے اور میں نہیں ہوں اور جو

تیرے سوا ہے اس کو میں نے تیری وجہ سے چھوڑ دیا ہے، حالانکہ حضور علیہ السلام شب معراج موجود تھے۔ نیز تفسیر حسینی اور اس کے ترجمہ تفسیر قادری میں سورہ نجم پارہ ۲۷ زیرِ آیت فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحی مندرج ہے کہ حق سبحانہٗ نے فرمایا:۔
انا وانت وما سوی ذالک خلقتہ لاجلک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یارب انا وانت وما سوی ذالک ترکتہ لاجلک واللہ اعلم۔

احقر العباد، مولوی ابوالریان محمد رمضان

نائب مفتی و فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ابھی یہ مندرجہ بالا خط ماسٹر غلام نبی صاحب کو موصول نہ ہوا تھا کہ جناب ماسٹر غلام نبی صاحب نے ایک اور عریضہ ان کی طرف ارسال کیا جس کی نقل یہ ہے:۔

مکرم و محترم مولانا زادالطافکم

السلام علیکم۔ حضرت میں نے مورخہ ۲ر فروری ۱۹۶۶ء کو ایک عریضہ آپ کی خدمت عالیہ ارسال کیا تھا جس کا جواب آپ کے نائب مفتی صاحب کی معرفت ۱۰ر جولائی ۶۶ء کو ملا[1]۔ اس جواب میں صاحب موصوف نے ۱۹ اصل اعتراضات سے کلیتہً اعراض فرما کر اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے دو ماہ کا عرصہ ہوا۔ اک اور عریضہ آپ کی خدمت میں لکھا تھا کہ اپنی ان عبارات کی تصحیح فرما دیں تاکہ مجدد صاحبؒ کی عبارت میں تحریف کا سوال پیدا نہ ہو۔ لیکن تادم تحریر کوئی جواب موصول نہیں ہوا، دوبارہ مکلف ہوں کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کو اپنے تراجم کے بالمقابل شائع کر کے غلط فہمی کو دور فرمانے کی کوشش فرمادیں۔

میں نے گزشتہ عریضہ میں تمام اعتراضات مفصل لکھ دیے تھے۔ اس عریضہ میں

---

[1] یعنی دو جوابوں کے لکھنے میں پانچ مہینے اور آٹھ دن گزر گئے کہ اس کا کیا جواب لکھا جائے۔

پہلے آپ کی مسجد میں نعت خوانی غزل خوانی ہُوا کرتی تھی اور آپ سُنا کرتے تھے اور خود بھی بہت شعر پڑھا کرتے تھے۔ آپ نعت خوانوں کو نعت کی کاپیاں لکھ کر دیا کرتے تھے جب آپ کا مشرب عالی ہو گیا۔ آپ کی مجلس شعر اشعار سے خالی ہو گئی اور آپ ہر وقت قال اللہ اور قال الرسول ہی فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نظموں میں نہیں ہے بلکہ حال میں ہے۔ تم ایسے بن جاؤ۔ تمہارا ہر فعل، ہر قول، ہر حرکت، ہر عمل صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔ بعض بے سمجھ کہہ دیتے ہیں کہ یہ مسجد وہابیوں کی ہے[1]۔

یہ سوانح نگار آپ کے متوسل صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوریؒ تھے جو خود بڑی اُونچی نسبت کے بزرگ تھے۔ آپ کی یہ شکایت کہ حضرت میاں صاحب کی مسجد کو وہابیوں کی مسجد کہا جاتا تھا۔ اہل بدعت سے ہے۔ اس میں آپ نے حضرت میاں صاحبؒ کا عقیدہ علماء دیوبندؒ کے بارے میں بھی تحریر کیا ہے۔

دیوبند میں چار نوری وجود

حضرت میاں صاحبؒ اپنے مسلک عالی میں اس بات کے قائل تھے کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ آپ دیوبندی مسلک رکھتے تھے۔ صوفی صاحبؒ لکھتے ہیں:

مولینا مولوی انور علی شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولینا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحبؒ خود سوار کرانے کے لیے

[1] خزینہ معرفت ص۲۵۹ میاں صاحب کی سیرت اور مقامات پر یہ مفصل کتاب ہے

تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا۔ آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور رخصت کرکے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔ بعد آپ نے بندہ سے فرمایا۔ شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر اور پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔[۱]

حضرت میاں صاحب کے بھائی میاں غلام اللہ خاں صاحب کے صاحبزادے میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے خیال میں علماء دیوبند صحیح مسلک پر نہیں آپ نے کمر ہمت باندھی۔ کتاب مذکور سے یہ عبارت نکال کر خود حضرت میاں صاحبؒ کی اصلاح کر دی۔ گویا چھوٹوں نے اپنے بڑوں کی اصلاح کر دی۔ اب بھی کتاب کا یہ صفحہ اور وہاں سے اکھڑا ہُوا چربہ صاحبزادہ جمیل احمد کی اپنے بڑوں کے کلام میں تحریف کی غمازی کر رہا ہے لیکن افسوس کہ انہیں اس کتاب سے وہ عبارت نکالنی یاد نہ رہی جو مشرب عالی میں تبدیلی کے عنوان سے ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ خزینۂ معرفت میں یہ عبارت اب بھی موجود[۲] ہے۔ اُمید ہے کہ اب اگلے گدی نشین صاحبزادہ جمیل احمد صاحب کی بھی اصلاح کر دیں گے اور اس عبارت کو بھی آئندہ ایڈیشن میں نہ رہنے دیں گے۔ خزینۂ معرفت کے پرانے اور نئے دونوں ایڈیشنوں کا عکس سامنے ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ کی اس تصریح کے بعد شرقپور کے کسی معتقد کے لئے علماءِ دیوبند کے خلاف کسی قسم کی لب کشائی کی اجازت نہیں رہتی بلکہ دیوبند کو ایک بقعۂ نور ماننا پڑتا ہے۔

---

۱ خزینۂ معرفت ص ۳۸۴ ۲ ایضاً ص ۲۵۹

نے فرمایا ہم صوفی نہیں ہیں۔ صوفی وہ ہوتا ہے۔ جس نے اپنی نسبت شمس سے درست کی ہو یعنی آفتاب کیطرح اسکی شفقت عام ہو۔ آپنے بٹریں اور آٹا واپس کر دیا" بندہ کہتا ہے بالکل درست فرمایا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ عام لوگ جس کی داڑھی لمبی دیکھتے ہیں۔ اسکو مولوی یا صوفی کہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ صوفی کسے کہتے ہیں "عارف باللہ حضرت حسین منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں جو تعریف صوفی کی لکھی ہوئی ہے۔ وہ عرض کرتا ہوں۔ آپ نے رات دن میں چار صد سے چھ صد تک رکعت پڑھنا اپنے اوپر فرض کر لی تھیں۔

ایک دفعہ سفر حجاز میں آپ کے ہمراہ چار ہزار آدمی تھے۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے۔ تب برہنہ سر اور ننگے بدن ایک سال دھوپ میں کھڑے رہے۔ جس سے ہڈیوں سے گودا دمغز اگھل پگھل کر پتھروں پر گرتا تھا۔ اور کھال پھٹی جاتی تھی۔ اور آپ وہاں سے حرکت بھی نہ کرتے تھے۔ ہر روز لوگ ایک پانی کا کٹورا اور ایک روٹی کی ٹکیہ آپ کو دیتے۔ آپ اُس روٹی کے کنارے کھالیتے اور باقی روٹی آبخورہ میں رکھ دیتے اور فرماتے معرفت اس کا نام ہے۔ کہ تمام موجودات کو مقام فنائیت میں دیکھے۔

اور صوفی وہ ہے۔ کہ حق کے اشارے سے کام کرے۔ اور خود درمیان سے محو ہو جائے۔ اور فقیر وہ ہے کہ ماسوی اللہ سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ جب حضرت منصور بن حلاج علیہ الرحمۃ کو طرح طرح کی ایذائیں دینے کے بعد سولی پر لے گئے۔ تب حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے کہا۔ اے منصور تصوف کیا شے ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ادنیٰ درجہ تصوف کا یہ ہے۔ کہ جو تو میرا حال دیکھ رہا ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا۔ بلند ترین درجہ کونسا ہے۔ آپنے فرمایا۔ تجھے وہاں تک رسائی نہیں ہے۔

دیوبند میں چار نوری وجود

مولنا مولوی انور علیشاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے۔ اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپنے مولینا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب رح خود سوار کرانے کے لئے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا۔ آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔ بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا۔ شاہ صاحب بڑے عالم ہوکر پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے۔ کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔

نے فرمایا۔ ہم صوفی نہیں ہیں صوفی وہ ہوتا ہے۔ جس نے اپنی نسبت شمس سے درست کی ہو یعنی آفتاب کیطرح اسکی شفقت عام ہو۔ آپنے بڑیں اور آٹا واپس کر دیا" بندہ کہتا ہے بالکل درست فرمایا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ عام لوگ جس کی داڑھی لمبی دیکھتے ہیں۔ اسکو مولوی یا صوفی کہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ صوفی کسے کہتے ہیں "عارف باللہ حضرت حسین منصور بن حلاج رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر میں جو تعریف صوفی کی لکھی ہوئی ہے۔ وہ عرض کرتا ہوں۔ آپ نے رات دن میں چار صد سے چھ صد تک رکعت پڑھنا اپنے اوپر فرض کر لی تھیں۔

ایک دفعہ سفر حجاز میں آپ کے ہمراہ چار ہزار آدمی تھے۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے۔ تب برہنہ سر اور ننگے بدن ایک سال دھوپ میں کھڑے رہے۔ جس سے ہڈیوں سے گودا دمغز پگھل پگھل کر پتھروں پر گرتا تھا۔ اور کھال لپٹی جاتی تھی۔ اور آپ وہاں سے حرکت بھی نہ کرتے تھے۔ ہر روز لوگ ایک پانی کا کٹورا اور ایک روٹی کی ٹکیہ آپ کو دیتے۔ آپ اس روٹی کے کنارے کھا لیتے اور باقی روٹی آبخورہ میں رکھ دیتے۔ اور فرماتے معرفت اس کا نام ہے۔ کہ تمام موجودات کو مقام فنائیت میں دیکھے۔

اور صوفی وہ ہے۔ کہ حق کے اشارے سے کام کرے۔ اور خود درمیان سے محو ہو جائے۔ اور فقیر وہ ہے کہ ماسوئی اللہ سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ جب حضرت منصور بن حلاج علیہ الرحمتہ کو طرح طرح کی ایذائیں دینے کے بعد سولی پر لے گئے۔ تب حضرت شبلی علیہ الرحمتہ نے کہا۔ اے منصور تصوف کیا شے ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ادنیٰ درجہ تصوف کا یہ ہے۔ کہ جو تو میرا حال دیکھ رہا ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا۔ بلند ترین درجہ کونسا ہے۔ آپنے فرمایا۔ تجھے وہاں تک رسائی نہیں ہے۔

تحریف شدہ صفحہ

صاحبزادہ جمیل احمد صاحب شرقپوری کی ایک اور بھول

صاحبزادہ جمیل احمد صاحب نے یوں تو بڑی ہمت کی کہ خزینہ معرفت سے معرفت کا ایک موضوع اڑا دیا۔ دیو بند کا ذکر محو کر دیا تاکہ بریلوی حضرات کو خوش کر سکیں لیکن افسوس کہ انہیں حکیم محمد اسحٰق صاحب (مزنگ لاہور) کو یہ کہنا یاد نہ رہا کہ وہ کہیں یہ ظاہر نہ کریں کہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ نے انہیں دیو بند حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت میاں صاحبؒ کے خلیفہ جناب سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری (المعروف حضرت کرماں والے) کے سوانح حیات ان کے سلسلہ جناب محمد اکرام صاحب نے معدن کرم کے نام سے شائع کیے ہیں۔ اس میں ہے

حکیم محمد اسحٰق صاحب مزنگ والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حکیم صاحب اور ایک ساتھی کے ہمراہ حضرت میاں صاحب کے حکم کے مطابق دیوبند گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ حضرت شرق پور سے تشریف لائے ہیں تو بے ساختہ فرمایا، وہ جہاں اللہ کا شیر رہتا ہے میری تمنا ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کروں۔ چنانچہ وہ حضرت قبلہ کی حاضری کے لیے شرقپور تشریف لائے اور بوقت روانگی حضرت قبلہ سے پیٹھ پر بغرض حصول فیوض و برکات ہاتھ پھیرنے کی خواہش فرمائی اور خوشی خوشی رخصت ہوئے

۱؎ معدن کرم ص۶۰-۶۱ نثار آرٹ پریس لاہور ۱۹۷۸ء